ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بانی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۳ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ
۳۱ اگست ۱۹۸۲ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ ـــ زاہد الراشدی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں لوگوں میں سے بہتر آدمی ہو جا اور اپنے نزدیک لوگوں میں سے برا شخص بن جا اور لوگوں کے نزدیک لوگوں میں سے ایک آدمی بن جا۔

کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی۔ اور کہا اے عزیر! جب تو صغیرہ گناہ کرے تو اس کے چھوٹے پن کو نہ دیکھ بلکہ اس ذات کی طرف دیکھ جس کا تُو نے گناہ کیا ہے اور جب تجھے کوئی چھوٹی سی بھلائی پہنچے تو اس کے چھوٹا ہونے کو نہ دیکھ بلکہ اس ذات کو دیکھ جس نے تجھ پر انعام فرمایا اور جب تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو میری مخلوق کے پاس میرا شکوہ نہ کر جیسا کہ میں فرشتوں کے پاس تیرا شکوہ نہیں کرتا۔ جب کہ میرے پاس تیری برائیوں کی بات پہنچتی ہے۔

حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ہر روز صبح شیطان مجھے کہتا ہے تو کیا کھائیگا؟ کیا پہنے گا؟ اور کہاں رہے گا؟ تو میں اسے کہتا ہوں موت کھاؤنگا کفن پہنوں گا اور قبر میں رہوں گا۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نافرمانی کی ذلت سے نکل کر اطاعت کی عزت کی طرف آگیا اللہ تعالےٰ اسے بغیر مال کے غنی کر دیں گے۔ اور بغیر لشکر کے اس کی مدد کریں گے اور قبیلہ کے بغیر اسے عزت بخشیں گے۔

روایت کی گئی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے صحابہؓ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا تم نے صبح کس حال میں کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم نے اللہ تعالےٰ پر ایمان رکھتے ہوئے صبح کی ہے۔ فرمایا تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے؟ عرض کیا ہم آزمائش پر صبر کرتے ہیں ۔ آسائش پر شکر کرتے ہیں اور تقدیر پر راضی ہیں۔ اس پر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ربّ کعبہ کی قسم بے شک تم مومن ہو۔"

اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک پیغمبرؑ پر وحی نازل فرمائی کہ جو شخص مجھے اس حال میں ملا کہ وہ مجھ سے ڈرتا ہے میں اسے اپنی جہنم سے دُور رکھوں گا اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے میں اسے اپنی جنّت میں داخل کروں گا اور جو مجھے اس حال میں ملا کہ وہ مجھ سے حیا کرتا ہے میں کراماً کاتبین کو اس کے گناہ بھلا دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر فرض کیا ہے اس کو ادا کر تُو سب لوگوں سے زیادہ عبادت گذار بن جائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے اجتناب کر تُو سب لوگوں سے زیادہ تارک الدنیا ہو جائے گا اور اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جا، تو سب لوگوں سے زیادہ تارک الدنیا بن جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس پر تو چاہے احسان کر پس تو اس کا امیر ہے اور جس سے چاہے سوال کر پس تو اس کا قیدی اور جس سے چاہے مستغنی رہ پس تو اس کی نظیر ہے۔

نقطۂ نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۸

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

بدل اشتراک
فی کاپی : -/۲ روپے
پاکستان میں بذریعہ ـــ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے

مولانا یزدانی پر قاتلانہ حملہ

کاموںکی ضلع گوجرانوالہ میں گذشتہ روز جمعیۃ اہلحدیث کے ممتاز راہنما مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی پر قاتلانہ حملہ ہُوا جس سے مولانا موصوف شدید زخمی ہوگئے اور میوہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ یہ حملہ دو نوجوانوں نے کیا لیکن ان میں سے کوئی بھی ابھی تک گرفتار نہیں ہُوا۔

یہ واقعہ انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت ہے۔ اور کاموںکی میں کچھ عرصہ سے شدّت پکڑنے والی فرقہ وارانہ کش مکش کے پس منظر میں یہ واقعہ اور بھی زیادہ قابل افسوس ہے اور تمام مکاتبِ فکر کے سنجیدہ علمائے کرام کے لئے یہ واقعہ لمحۂ فکریہ ہے اور انہیں اس بات کا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ جائزہ لینا چاہئے کہ فرقہ وارانہ محاذ آرائی میں شدّت کا یہ رجحان آخر قوم کو کس طرف لے جا رہا ہے؟

بہرحال ہم مولانا یزدانی پر قاتلانہ حملہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ حملہ آوروں کو بلا تاخیر گرفتار کیا جائے۔ نیز ہم اس تنازعہ کے دونوں فریقوں سے بالخصوص اور تمام مکاتب فکر کے راہ نماؤں سے بالعموم اپیل کرتے ہیں کہ وہ فرقہ وارانہ کشیدگی کو سنجیدگی کے ساتھ کم کرنے کی کوشش کریں اور اس واقعہ کو محاذ آرائی کا نیا رُخ دینے سے گریز کریں۔ کیونکہ اس کے نتائج بہرحال ملکی سالمیت اور دینی قوتوں کے حق میں نہیں ہوں گے۔

(باقی ۸ پر)

ناشر: مولانا عبیداللہ انور • مقام: اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور • مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

مجلس ذکر

ضبط و ترتیب
ادارہ

نعمت کی حقیقت

"پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ"

بعد الحمد والصلوٰۃ : محترم حضرات اللہ تعالیٰ کی بندے پر جو نعمتیں ہیں ان کا کوئی شمار نہیں، خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

وان تعدّوا نعمۃ اللہِ لا تحصُوھا

کہ اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو نہ کر سکو آدمی اگر کبھی اپنے وجود پر نظر کرے تو اسے اندازہ ہوگا کہ مالک الملک کی کتنی نعمتیں ہیں جو انسان کو نصیب ہوئیں، آنکھ کی تیلی، ناک کا بانسہ، انگلیوں کے پورے، کان کی باریک جھلّی کتنے نازک مقامات ہیں اور کس طرح اللہ نے اسے سرفراز فرمایا ہے، اللہ نہ کرے ذرا ادھر ادھر ہو جائے تو انسان کی حالت پتلی ہو جاتی ہے، بہر حال نعمت خداوندی میں سے بعض تو ایسی ہیں جو انسان کو دنیا میں بھی کام آتی ہیں اور آخرت میں بھی کام آئیں گی، جیسے علم ہے اچھے اخلاق ہیں کہ یہ ہر جگہ کام آنے والے ہیں، دنیا میں ان کے ذریعہ عزت و احترام اور بزرگی نصیب ہوتی ہے، اور آخرت میں انسان بخشش اور نجات و بلند درجات حاصل کریگا بشرطیکہ علم اللہ کی منشاء کی خاطر حاصل کیا اور پھر اسکی رضا کے لئے علم کی خدمت کی، دوسری قسم وہ ہے جو دونوں جہانوں میں نقصان کا ذریعہ بنتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس سے روکا ہے، پروردگار عالم کا اس سے روکنا ہی بندے کے حق میں نعمت ہے اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی طبیب حاذق بیمار کی نبض دیکھ کر اور اس کی بیماری کے کوائف معلوم کر کے اسے پرہیز بتلاتا ہے کہ فلاں فلاں چیز کا استعمال تیرے حق میں نقصان دہ ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے اپنے جو مخصوص بندے بھیجے ان سے بڑا کوئی طبیب نہ تھا، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے علم اور اسکی تربیت کے پیش نظر انسان کو بتلا دیا کہ یہاں یہ یہ چیزیں تیرے حق میں مضر ہیں، غصہ مضر ہے، حسد و کبر مضر ہے، ریا غیبت، چغلی، بدگمانی، جھوٹی بات کہنا، جھوٹی قسم کھانا، سبھی چیزیں مضر ہیں، ان مضر چیزوں سے آگاہی، یہی اللہ کی بڑی نعمت ہے، کیونکہ انسان، نفس و شیطان کے غلبہ کا شکار ہو کر اچھے بُرے کی تمیز نہیں کر سکتا اس سے اسے نقصان ہوتا ہے، بعض نعمتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ظاہرا اس دنیا میں راحت کا سبب بنتی ہیں، جیسے مادی ذرائع اور وسائل، نادان ہیں وہ لوگ جو انہی چیزوں کو زندگی کی معراج سمجھتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں، ان چیزوں کے نشہ کا شکار ہو کر آدمی آخرت کے رنج و عذاب میں مبتلا ہو کر رہ جائیگا اور پھر ان چیزوں پر لعنت کریگا، انبیاء علیہم السلام نے اسی لئے ہر چیز کی حقیقت سمجھائی اور بتلایا کہ کونسی چیز کس حد تک درست اور صحیح ہے، حضور نبی کریم علیہ السلام نے کبھی مال کو اپنے پاس نہیں رکھا، ادھر آیا ادھر بانٹ دیا، آپ کو اصل میں یہی پسند تھا ورنہ دنیا کا حصول آپ کے لئے کیا مشکل تھا۔ نعمت کی ایک قسم وہ ہے جو انسان کو اس دنیا میں بوجھ معلوم ہوتی ہے لیکن آئندہ چل کر اسکی قدر معلوم ہوگی، ذکر و فکر، اللہ کی یاد، ریاضت و مجاہدہ، نفس و شیطان کی مخالفت، بظاہر تو یوں ہے کہ یہ چیزیں دنیا میں بڑی مشکل ہیں لیکن فردائے قیامت میں ان چیزوں کی قدر و قیمت معلوم ہوگی، اکابر اہل اللہ اور مشائخ کرام اسی خاطر تو جد و جہد کرتے تھے اور اپنے متوسلین کو توجہ دلاتے تھے کہ یہ زندگی تو چند روزہ ہے، یہاں اگر ذکر و فکر اور یاد الٰہی سے کام لیا تو آئندہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و بخشش اور نجات و راحت کا پروانہ ملیگا، بلکہ ہمارا مشاہدہ تو یہ ہے کہ اس قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ایک جھلک دکھا دیتے ہیں، خود ہمارے حضرت جب لاہور میں آئے تو عجیب حالات تھے، گھر نہ در لینا نہ دینا، لیکن اللہ تعالیٰ نے

خطبۂ جمعہ

ضبط و ترتیب
ادارہ

امانت، ایفائے عہد اور صدق کے اوصاف

افراد اور اقوام و ملل کی ترقی اور کامیابی کی راہ میں سنگِ میل اور زادِ سفر کی حیثیت رکھتے ہیں

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبید اللہ انور مدظلہم ○

الحمد للہ وکفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشّیطٰن الرّجیم بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :-

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رَاعُوْنَ ○

(پ ۱۸ - س المؤمنون، آیت ۸)

ترجمہ : اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام پاکستان مولانا شبّیر احمد عثمانی رح

یعنی امانت اور قول و قرار کی حفاظت کرتے ہیں، خیانت اور بدعہدی نہیں کرتے نہ اللہ کے معاملے میں نہ بندوں کے۔

امانت و دیانت

حضرات گرامی! قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہٗ نے سورۂ مومنون کا موضوع "تعلق باللہ کی درستی پر دنیا کی اور آخرت کی عزت کا دار و مدار ہے" تحریر فرمایا ہے۔ سورت کی ابتدائی گیارہ آیات میں تعلق باللہ درست کرنے والوں کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں اور ان کی کامیابی کا اعلان ہے۔

چنانچہ تعلق باللہ درست کرنے والوں اور حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہونے والوں کی صفات میں یہ بھی ہے کہ وہ ہر حال میں امانت اور قول و قرار کی حفاظت کرتے ہیں اور خیانت اور بدعہدی سے مکمل طور پر بچتے ہیں اور خواہ معاملہ بندوں سے ہو یا حق تعالیٰ سبحانہٗ سے وہ دونوں حالتوں میں اس اصول کے قطعی پابند ہوتے ہیں۔ بالفاظ دیگر فلاح و کامیابی اور حصولِ جنت کے لیے جو اوصاف لازم ہیں ان میں امانت و دیانت شامل ہیں اور ان کا خاص حصّہ ہے۔

حدیث نبوی ﷺ

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ایمان لمن لا عھد لہٗ و لا دین لمن لا امانۃ لہٗ۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا ایمان نہیں جس میں وعدہ کا اہتمام نہ ہو اور اس شخص کا دین نہیں جس نے امانت میں خیانت کی۔

حاصل

یہ ہے کہ قرآنِ عزیز نے نہایت مختصر مگر جامع انداز میں ایفائے عہد اور دیانت کو اپنانے کی تلقین فرمائی ہے اور جناب رسالت مآبؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایفائے عہد کو ایمان،

بدعہدی کو بے ایمانی، امانت کو دین کی بنیاد اور خیانت کو بے دینی قرار دیا ہے۔ پس وہی شخص سچا ایماندار اور دیندار بن سکتا ہے جس میں امانتداری اور پابندئ عہد کی صفات ہوں۔ اور جس میں یہ صفات موجود نہ ہوں اسے اپنے آپ کو ایمان اور دین سے محروم سمجھنا چاہیئے۔

خیانت

ارشادِ نبویؐ کے مطابق ایماندار بننے کے لیے امین ہونا ضروری ہے۔ یاد رکھیئے! امانت کی ضد خیانت ہے جو امانتدار نہیں وہ ظاہر ہے خائن ہوگا اور خیانت صرف روپیہ پیسہ ہی کی نہیں ہوتی بلکہ اس کی کئی صورتیں ہیں۔ "دین" اللہ اور رسولؐ کی امانت ہے۔ دین پر عمل نہ کرنا اور اس میں کچھ گھٹانا بڑھانا بھی خیانت کے ضمن میں آئے گا، اور بدعہدی بھی کہلائے گا کیونکہ ہم کلمہ پڑھ کر دین پر عمل کا عہد کرتے ہیں۔ توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہیں اور خدا و رسول کے احکام پر عمل کے پابند ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح بیوی بچوں، ماں باپ اور دیگر حقداروں کے حقوق کا ادا نہ کرنا بھی خیانت کی تعریف میں آئے گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کسی کا راز افشا کر دینا بھی خیانت ہے اور کسی کو غلط مشورہ دینا بھی خیانت ہے۔ اپنے اختیار اور اقتدار کا غلط استعمال بھی کھلی ہوئی خیانت ہے۔ غرضیکہ ہر ایسی بات جس سے اعتماد مجروح ہوتا ہے وہ خیانت کے زمرہ میں آتی ہے۔

شہادتِ حدیث

عَنْ جَابِرٍؓ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِیْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَھِیَ اَمَانَۃٌ۔

ترجمہ: حضرت جابرؓ بن عبد اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب کوئی آدمی بات کہے اور اِدھر اُدھر دیکھتا جائے تو وہ بات امانت ہو جاتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جو بات تنہائی میں کسی سے کہی جائے اور اس بات کو کہتے وقت اِدھر اُدھر دیکھا جائے تو وہ راز ہے۔ اور راز امانت ہے۔ واضح بات ہے کہ بات کرتے وقت اِدھر اُدھر دیکھنے کا یہی مقصد ہوتا ہے کہ کوئی اور سُن تو نہیں رہا۔ بالفاظِ دیگر وہ اپنے راز کی بات خفیہ طور سے بیان کر رہا ہے اور جس شخص سے بیان کر رہا ہے وہ قابلِ اعتماد ہے۔ اور ظاہر ہے اس صورت میں وہ بات اس پر اعتماد کر کے اس لیے کرتا ہے کہ اس کی امداد حاصل کرنا چاہتا ہے یا اس امید پر کرتا ہے کہ وہ اسے مفید اور نیک صلاح مشورہ دے گا لہٰذا مخاطب کو بات کا رکھوالا اور امین بننا چاہیئے اور بات یا راز کی حفاظت، امانت کی طرح کرنی چاہیئے۔ اگر وہ راز افشا کرے تو یقیناً یہ خیانت ہوگی۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو اعتماد کو مجروح کرنے والی ہو جس سے بے اعتمادی پیدا ہوتی ہو۔ کسی کا حق غصب ہوتا ہو خیانت کہلائے گی اور خائن۔ جرمِ خیانت کا ارتکاب کرتے وقت ایمان سے محروم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اس وقت اللہ اور اس کے رسول کے

حکم کی خلاف ورزی کر رہا ہوتا ہے۔

حضراتِ گرامی! امانتداری معاشرہ میں باہمی اعتماد کو فروغ دیتی ہے، بے اعتمادی کا قلع قمع کرتی ہے۔ ہمدردی اور رواداری بڑھاتی ہے اور یقین کی فضا پیدا کرتی ہے جس سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ پس حکیم کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے ایمان سے تعبیر کیا ہے اور عہد کی پابندی کا نتیجہ چونکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی اور اس کی پابندی ہے اس لیے زبانِ رسالتمآبؐ نے اسے دین سے تعبیر کیا ہے۔ مشاہدہ سے بھی یہ حقیقت ثابت ہے کہ عہد کی پابندی سے ایسی صفات انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں جو اسے دیندار اور نیکوکار بنانے میں مدد دیتی ہیں۔ ایفائے عہد کی عادت سے فرض شناسی، عزم اور ارادہ کی پختگی، احساس ذمہ داری، خدا ترسی اور پہلے تولو پھر بولو جیسی صفات و عادات پیدا ہوتی ہیں اور یہ یقیناً انسان کو دیندار بناتی ہیں۔

پس ہمیں ان توضیحات اور احکامِ ربانی و نبویؐ کی روشنی میں اپنی روزمرہ کی زندگی کا جائزہ لینا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ ہم کہاں تک اس معیار پر پورے اترتے ہیں کیونکہ ایمان و دین کی بنیاد اسی بات پر منحصر ہے کہ ہم امانت و دیانت اور قول و قرار اور عہد و پیمان کے ترازو پر پورے اترتے ہیں یا نہیں —— اور خیانت اور جھوٹ سے کہاں تک بری الذمہ ہیں؟

صدق اور کذب

اردو میں صدق اور کذب کے لیے سچ اور جھوٹ کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں لیکن درحقیقت صدق کا ترجمہ راست بازی اور کذب کا دھوکا بازی زیادہ مناسب ہے۔ عربی میں صادق کے معنی زیادہ وسیع ہیں۔ چنانچہ سچائی یا راست بازی صرف بولنے پر ہی موقوف نہیں۔ سچائی۔ زبان، ہاتھ پاؤں عادات و اخلاق، برتاؤ، معاملات، میل جول، کردار و رفتار غرض سارے اندرونی اور بیرونی اعمال و افعال اور اقوال میں ظاہر ہونی چاہیئے۔ یہ نہیں کہ باتوں اور زبان سے تو کوئی میٹھا ہو آسمان کے قلابے ملاتا ہو اور ظاہری برتاؤ کے اعتبار سے تو معقول آدمی جچے مگر اندر سے کھوٹا ہو، معاملات میں دھوکہ دہی اور منافقت سے کام لے اور وقت آنے پر کذب مجسّم نکلے۔

یاد رکھو! حق تعالیٰ سبحانہٗ نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے اس لیے کذب نہایت ہی بدترین اور ملعون چیز ہے جس سے ہر حال میں بچنا مسلمان پر فرض ہے۔ ارشاد باری ہے:۔

الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

خبردار جھوٹوں (دھوکے بازوں) پر خدا کی لعنت ہے۔

شارع علیہ السلام کا ارشاد ہے:۔

الصدق ینجی والکذب یھلک۔ سچ نجات کا سبب ہے اور جھوٹ ہلاکت کا سرچشمہ ہے۔

ایک حدیث میں اس طرح آتا ہے:۔

عن عبد اللہ ابن مسعودٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَّ اِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَ اِنَّ الْکِذْبَ فُجُوْرٌ وَ اِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستبازی نیکی ہے اور نیکی جنّت کی طرف لے جاتی ہے اور جھوٹ بدی ہے اور بدی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ راستبازی یعنی ظاہر اور باطن میں صادق ہونا، سچا اور یکساں ہونا نیکی ہے اور دھوکہ بازی خواہ کسی طرح کی ہو برائی ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔

کاش رہنمایانِ قوم اور افرادِ قوم اور پوری ملّتِ اسلامیہ اس آئینہ میں اپنا منہ دیکھے اور اپنے خدو خال سنوارے!

بقیہ: موجودہ دور کے . . . .

انہیں بار با اپنے گھر اور اپنے نبیؐ کی مسجد و روضہ کی زیارت نصیب فرمائی۔ اللہ والے اسکی نعمتوں کی قدر کو پہچانتے ہیں تو رب العزت ان کے ساتھ معاملہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں،، حدیث میں ہے کہ اللہ اپنے بندوں کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہیں جیسا بندے اس سے گمان رکھتے ہیں، اپنے مالک سے اچھا گمان رکھنا چاہیئے یہی اسکی تعلیم ہے اور اسکی تعلیم کے لئے خداوالے محنت کرتے ہیں، آپ حضرات دور دور سے چل کر یہاں تشریف لائے ہیں مقصد اللہ کے نام کو سیکھنا ہے تو ہر کام ایک ضابطہ کے مطابق ہوتا ہے اس میں مثبت اور منفی دونوں پہلو ہوتے ہیں بعض چیزیں اپنانے کی ہوتی ہیں اور بعض چیزیں چھوڑنے کی ہوتی ہیں جن چیزوں سے روکا جاتا ہے وہ بھی بندے کے حق میں نعمت ہی ہیں اندھے کو گڑھے سے بچانا نعمت نہیں تو اور کیا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نام کی خدمت و برکت سے نوازے، زندگی محتاط طریقے گذاریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے اور قیامت کے دن حضور کے جھنڈے تلے جگہ نصیب ہو جائے،

حضورؐ فرماتے ہیں جنہوں نے میرے بعد دین کو بدلا انہیں میرا قرب نصیب نہیں ہوگا، آپ کا قرب، آپ کی شفاعت اور کوثر کا پانی پینے کی خاطر دین اسلام پر عمل پیرا ہونا اور اللہ کی نعمتوں کی قدر اور ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے،،

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی نعمتوں کا حقیقی شکر ادا کرنے کی توفیق دے،

بقیہ: اداریہ

مسجد کی بے حرمتی کا افسوسناک سانحہ

گذشتہ دنوں تھانہ مانگٹانوالہ ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں ریحان والا میں مبینہ طور پر ایک مسجد کے قریب علاقہ کا جاوید تارڑ نامی زمیندار ٹیپ ریکارڈ لگائے بیٹھا تھا کہ لوگوں نے اسے اس سے باز کیا۔ جس کا بدلہ اس نے خدا کے گھر سے اس طرح لیا کہ رات کو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مسجد کی چھت اور دیواریں گرا کر اس میں بلند آواز سے ٹیپ ریکارڈ لگا کر بیٹھ گیا۔ واقعہ کی رپورٹ تھانہ میں درج ہے اور ملزم اپنے ساتھیوں سمیت گرفتار ہو چکا ہے لیکن ہم یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے دعووں کے سائے میں خانہ خدا کی توہین کا یہ واقعہ انتہائی تکلیف دہ ہے اور اسے قانون کے مروجہ طریقوں سے نمٹانے کی بجائے مارشل لار حکّام کو اس کا بطور خاص نوٹس لینا چاہتے اور ملزموں کو جلد از جلد ایسی عبرتناک سزا دینے کا اہتمام کرنا چاہیئے جو فی الواقع باعث عبرت ہو۔

(البقیہ: موجودہ دور کے فتنے)

ان کی قربانیوں اور جدوجہد کی مثال پیش کریں گے۔ اور بڑھتے ہوئے فتنوں کا سدّباب کر کے دارین میں سرخروئی حاصل کریں گے۔

دعائے صحت کی اپیل

مولوی محمد امام دین قادری جھنگ والے اور ان کی ہمشیرہ صاحبہ جن کا بیعت کا تعلق حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ کافی عرصہ سے علیل ہیں۔ قارئین خدام الدین سے ان دونوں کے لیے دعائے صحت کی اپیل ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں صحت کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے۔ (ادارہ)

کبریائی فقط اللہ تعالیٰ جلشانہٗ کا حق ہے

انتظار حسین اسعد قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولہ الکبریا فی السمٰوٰت والارض۔ اور اسی کے لئے ہے بڑائی آسمانوں اور زمینوں میں۔

دنیا میں ہر شر و فساد اور معاشرہ انسانی میں تمام برائیوں کی جڑ کبر ہے۔ تخلیق آدم کے بعد اوّلیں گناہوں میں سے کبر ہی ہے جو شیطان سے سرزد ہُوا اور غضب خداوندی کا باعث ہُوا ؂

تکبر عزازیل را خوار کرد
بہ زندانِ لعنت گرفتار کرد

چھوٹی سے لے کر بڑی جنگوں تک کی اصل اور بنیادی وجہ کبر ہی ہے۔ اسی سے خداوند تعالیٰ کی زمین بدامنی کا گہوارہ بنی ہوئی ہے کیونکہ ہر گناہ کی اصل درحقیقت یہی کبر بنتا ہے اور اسی سے بداعمالیوں کی شاخیں پھوٹتی ہیں۔ قرآن کریم کی اس آیت نے اس جڑ پر کلہاڑا چلایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تو صرف میرا ہی حق ہے اور کبریائی عظمت فقط میرے ہی لئے زیبا ہے کیونکہ ساری کائنات کا خالق میں ہوں میرا کوئی خالق نہیں ساری کائنات کا رازق مَیں ہوں، میرا کوئی رازق نہیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ میرا محتاج ہے، مَیں کسی کا محتاج نہیں، کون و مکان میری وجہ سے ہے۔ مَیں حیّ و قیوّم ہوں سب فانی ہیں مَیں باقی ہوں جس کسی کے پاس کچھ ہے میرا دیا ہُوا ہے۔ مجھے کوئی دینے والا نہیں، ہر صاحب کمال کا کمال عارضی اور میرا عطیہ ہے۔ میرے کمالات ذاتی اور کبھی نہ ختم ہونے والے ہیں اسی لئے کبریائی اور عظمت فقط میرا حق ہے اور جس طرح کوئی اپنے کمالات میں کسی دوسرے کو شریک دیکھنا پسند نہیں کرتا حالانکہ وہ فانی ہیں ختم ہو جانے والے ہیں تو پھر مَیں کیسے کسی شریک کو پسند کر سکتا ہوں۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کا واقعہ

ایک مرتبہ ایک نہایت ہی حسین و جمیل اور پاکباز عورت حضرت بایزید بسطامیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے شکایت کی کہ میرا خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا ہے اور مجھ پر سوکن لانا چاہتا ہے اس لئے آپ مجھے ایسا تعویذ دے دیں یا اس طرح دعا فرما دیں کہ وہ اپنے اس ارادے سے باز آ جائے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا: بہن! جب اللہ تعالےٰ نے مرد کو استطاعت ہونے پر چار تک بیویاں کرنے کی اجازت دے رکھی ہے تو پھر مَیں کون ہوتا ہوں جو قانونِ خداوندی میں دَر آؤں اور حکمِ خداوندی کی خلاف ورزی کا ذریعہ بنوں۔

اس جواب پر وہ عورت بہت دل برداشتہ ہوئی اور حضرت بایزید بسطامیؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت! مَیں پردہ میں ہوں اور شریعت اجازت نہیں دیتی کہ کہ مَیں آپ پر اپنا چہرہ ظاہر کروں اگر مَیں آپ پر اپنا حسن و جمال ظاہر کر سکتی تو پھر آپ فیصلہ فرماتے کہ آپ مجھ جیسی حسین و جمیل بیوی پر میرے خاوند کو سوکن لانے کا حق حاصل ہے یا نہیں۔

یہ جواب سننا تھا کہ حضرت

بایزید بسطامیؒ تڑپ اٹھے اور بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آنے پر فرمانے لگے دیکھو! یہ عورت جس کا حسن و جمال قطعی فانی اور محض عطیہ خداوندی ہے اپنے حسن پر اس قدر نازاں ہے کہ اس پر سوکن لانا پسند نہیں کرتی اور اپنی توہین سمجھتی ہے تو وہ رب ذوالجلال اور خالق کائنات جو حسن کا خالق اور ساری کائنات کا پالنہار ہے کیونکر گوارا کر سکتا ہے کہ مخلوق کسی کو اس کا شریک ٹھہرائے۔

یہ ہی وجہ ہے کہ اس نے مشرک کو ابدالآباد جہنمی قرار دیا ہے اور اپنے شریک کو اپنی کبریائی کی توہین ٹھہرایا ہے۔ جب ایک ناچیز مخلوق اپنے ساتھ کسی کو شریک کرنا پسند نہیں کرتی تو قادر مطلق خدا اور وہ حی و قیوم ذات اپنے ساتھ کسی کو شریک کرنا کیونکر پسند کر سکتی ہے۔

غور فرمائیں۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام آسمانی کتابوں کا نچوڑ یہی ہے کہ دنیا میں بڑائی صرف خداوند تعالےٰ کی تسلیم کی جائے۔ اور تمام کائنات اس کے حضور عجز و انکسار کا پیکر بن جائے۔ نماز کی دیگر فرائض پر برتری کی ایک وجہ یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ دوسرے فرائض کے مقابلہ میں اس میں تذلل و انکسار زیادہ نمایاں ہے اور اس لئے قیامت کے دن سب سے پہلے اسی کی پوچھ ہوگی ؎

روز محشر کہ جان گداز بود
اولین پرسش نماز بود

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ نماز کی ہر رکعت میں قیام ایک ہے، قومہ ایک ہے، رکوع ایک ہے مگر سجدے دو رکھے گئے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا۔ چونکہ اس میں اظہار عجز دوسرے ارکان کی نسبت سب سے زیادہ ہے اس لئے خداوند تعالےٰ کو یہ اتنا پسند آیا اور اس حالت میں بندہ خدا کو اتنا پیارا لگتا ہے کہ اس نے ہر رکعت میں دو سجدے رکھ دئے ہیں اور عبادت کا مقصود بھی بندے میں عجز و انکسار پیدا کرنا ہے۔ دل کا غرور تو بڑی ہی بری بات ہے۔ ظاہری طور پر بھی اللہ تبارک و تعالےٰ کبر و غرور کی چال تک کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں ولا تمش فی الارض مرحا ط انک لن تخرق الارض ولن تبلغوا الجبال طولا۔ اور زمین پر اکڑتے ہوئے زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلو۔ حالانکہ تم (کمزور اتنے ہو کہ) زمین کو پھاڑ نہیں سکتے اور (پست قامت اتنے ہو کہ) تم پہاڑوں کی طوالت کو نہیں پہنچ سکتے۔

پیارے آقا و مولا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ کائنات خدا کے بعد سب سے بڑے ہیں صحابہ کرامؓ میں اس طرح گھلے ملے رہتے تھے کہ بارہا نوواردوں نے صحابہ کرام سے پوچھا آپ میں سے پیغمبر کون ہے۔ حالانکہ آپ ان میں تشریف فرما ہوتے تھے چلنے میں سب کو آگے کر دیتے اور خود پیچھے چلتے تھے۔

ایک سفر میں کھانے کا وقت ہوا۔ کھانا پکانے کے کاموں کو صحابہ کرامؓ نے تقسیم کر لیا اور اپنا اپنا کام کرنے لگے۔ تو تھوڑی دیر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گیا کہ آپؐ لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے چلے آ رہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم خادموں کے ہوتے ہوئے آپؐ نے یہ زحمت کیوں اٹھائی۔ آپؐ نے فرمایا میں نے بھی کھانا کھانا تھا اور لکڑیاں لانے کا کام کسی نے اپنے ذمہ نہیں لیا تھا اس لئے میں نے از خود یہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔

باوجودیکہ حضورؐ تمام انبیاء کرام کے سردار اور نبی الانبیاء ہیں مگر آپ نے اپنی امت کو منع فرمایا کہ مجھے دوسرے انبیاء پر اس طرح سے فضیلت نہ دو کہ کسی پیغمبر کی کسر شان ہوتی ہو۔

کتب سیر گواہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب شہر سے کبھی رات کی تاریکی میں چھپ کر نکلے

باقی ص۲۴ پر

تحریر: محمد عثمان الوری، کراچی

موجودہ دور کے فتنے اور علماء حق

قیام پاکستان کے بعد ملک میں دین اسلام کے خلاف جس تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی ملک میں مذہبی آزادی کی آڑ میں عیسائیت، مرزائیت، ذکریت، بہائیت، سبائیت، خارجیت اور لادینیت پروان چڑھتی جا رہی ہے اور مسلمانوں کو جدید ذرائع وسائل سے اپنی طرف متوجہ کئے ہوئے اور عام سادہ لوگوں کو فریب اور لالچ دے کر اپنے جال میں پھانس رہے ہیں ان کی سرپرستی کرنے والی طاقتوں کو ہر باشعور جانتا ہے اور ان کی اسلام دشمنی عیاں ہے مگر مسلمانوں کی غفلت اور لاپرواہی ناواقفی کی وجہ سے آئندہ مسلمانوں کے لئے ایک مستقل فتنہ اور پریشانی کا باعث بنے گی کیونکہ نوجوان نسل دین سے دوری کی وجہ سے ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گی اور جلد ہی ان سازشوں کا شکار ہو جائے گی لہٰذا ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے دیندار مسلمان اور باشعور نوجوان کو اسلام کی بقاء اور ملک کی سلامتی کے لئے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جانا چاہئے۔ اور اپنے زیر کفالت بچوں اور لوگوں کو دین حق سے روشناس کرائے ورنہ دین اسلام کے ساتھ ملک کی بقاء اور سلامتی کو بھی خطرہ لاحق ہے۔ کیونکہ ملک کا وجود اسلام اور مسلمان کے نام اور وجود سے وابستہ ہے حکومت پاکستان کا فریضہ بھی ہے کہ وہ ان فتنوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لے اور اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے کڑی نگرانی کرے اور آئین کے تحت سخت کاروائی کرے۔ اور اسکول کالج یونیورسٹی میں دین کی تعلیم کا اولین اور لازمی مضمون قرار دیا جائے۔ تاکہ پاکستانی اور مسلمان بچہ شروع ہی سے اسلامی اخلاق کردار اور معلومات سے بہرہ ور ہونے کے بعد ان فتنوں سے محفوظ رہ سکے ورنہ مستقبل میں معاشرے کے علاوہ دیگر اہم کلیدی عہدوں اور خصوصی ملازمت اور محکموں میں ان فتنوں سے متاثر لوگ متعین ہو گئے تو بڑی پریشانی ہوگی۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی اہم ذمہ داری ہمارے علماء حق کی ہے کہ وہ اپنی ماضی کی شاندار روایتوں کو زندہ رکھتے ہوئے اسلاف کے مشن کو اپناتے ہوئے، معاشرے میں سب سے زیادہ قابل احترام ہوتے ہوئے مساجد مدارس اور دینی مراکز میں اسلام کی حقانیت اور صداقت کو ثابت کر کے لوگوں میں بیداری اور جذبۂ تبلیغ دین پیدا فرمائیں اور ان فتنوں سے نہ صرف آگاہ فرمائیں گے بلکہ ان کا تعاقب کر کے ان کی بیخ کنی کریں اور جدید دور کے تقاضوں اور اسلام کے سیاسی، معاشی، اخلاقی اور روحانی علمی اور عملی نظام کی برتری موجودہ کے ہر نظام ازم پر ثابت کر کے ہر میدان میں کامیابی اور کامرانی کا راستہ دکھائیں کیونکہ علماء حق ہی وراثت انبیاء کے حقیقی جانشین ہیں جن پر یہ عظیم ذمہ واریاں ہیں۔ انشاء اللہ علماء حق کی جماعت اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے اس اہم مسئلہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے تقریری، تحریری، تعلیمی، تبلیغی سلسلہ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرما کر ماضی میں حضرت مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہؒ، حضرت حاجی امداد اللہؒ، حضرت شیخ الہندؒ اور ان حضرات کے مشائخ اور متعلقین شاگرد اور مریدین کی طرح اس موجودہ دور میں بھی

(باقی ۸ پر)

یادِ رفتگان

مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

ایک مثالی شخصیت ٭ ایک غیر معمولی انسان

مولانا بدرالحسن قاسمی، کویت

برصغیر کے نامور عالم دین، عظیم مذہبی و سیاسی رہنما اور پرانی اخلاقی قدروں اور دینی روایات کے محافظ، آل انڈیا مسلم مشاورت کے صدر حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی رح ۱۳ رمئی کو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اِنّا لِلّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔

مفتی صاحب رح کی ذات مختلف جماعتوں کے درمیان ربط و اتحاد برقرار رکھنے کی ایک علامت تھی اس لئے موجودہ حالات میں ان کا رخصت ہو جانا ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ ان کے چلے جانے سے نہ صرف عظمت و عبقریت کی بساط الٹ گئی ہے بلکہ اس انجمن کا شیرازہ منتشر ہو گیا ہے جو ہر طرح کی گروہی عصبیتوں، دینی اور سیاسی اختلافات اور جماعتی دھڑے بندیوں کے رجحان سے ماورا ہو کر ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک اکائی سے منسلک رہنے اور مشترک مسائل کے حل کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا سبق دیتی تھی۔

مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی صاحب نے عمر کی ۸۳ بہاریں دیکھیں، ان کی پیدائش اس صدی کے بالکل آغاز میں ایک ایسے دینی و علمی خانوادہ میں ہوئی تھی جس کا برصغیر کی مذہبی و سیاسی تاریخ پر بڑا گہرا چھاپ ہے۔ ان کے والد حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی رح ہندو پاک کے نامور فقیہ اور بلند پایہ مفتی تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں افتاء انہیں کے دم سے قائم ہوا تھا اور تقریباً نصف صدی تک ان کے فتووں کو سکہ رائج الوقت کی حیثیت حاصل رہی۔ ان کا صرف ایک حصہ چودہ پندرہ جلدوں میں مولانا مفتی ظفرالدین صاحب کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

مفتی صاحب کے چچا شیخ الاسلام پاکستان حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رح کے علمی مقام، شانِ خطابت اور تحریک پاکستان میں ان کے کارنامہ سے تو ایک دنیا آگاہ ہے۔ صحیح مسلم شریف کی صحیح عربی شرح فتح الملہم تمام عربی دنیا سے خراجِ تحسین حاصل کرچکی ہے۔ مفتی عتیق الرحمان عثما[نی] صاحب اسی خانوادہ کے چشم و چر[اغ] تھے۔ انہوں نے جس وقت آنکھ کھولی اس وقت برصغیر مختلف علم و فن کے ماہرین اور اکابرین سے کہفِ گلفروش بنا ہوا تھا۔ تقریبا تمام مذہبی و سیاسی نامور ہستیوں [کو] کر دیکھنے کا ان کو موقعہ ملا۔ ان کے نامور اساتذہ میں اپنے وا[لد] اور چچا کے علاوہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رح کا نام سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ اور آخر عمر تک تک انہوں نے اپنے آپ کو علمی حیثیت سے ان کا ہی مرہونِ منت سمجھا اور ان کے وفا کیش رہے۔ ذکاوت و ذہانت تو ان کا خاندانی جوہر تھا۔ چنانچہ ہمیشہ اپنے ہم عصروں میں نمایاں رہے۔ کچھ عرصہ دینی و علمی کام کرنے کے بعد اپنے آپ کو سیاسی اور سماجی کاموں کے لئے وقف کر دیا۔ انہوں نے شیخ الہند مولانا محمود حسن رح، حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رح، حکیم اجمل خاں، ڈاکٹر

مختار احمد انصاری، عطاء اللہ شاہ بخاری رح، علامہ شبیر احمد عثمانی رح اور مولانا ابوالکلام آزاد رح وغیرہ کو نہ صرف قریب سے دیکھا تھا بلکہ صحیح طور پر ان کے جانشین تھے، مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی مولانا مناظر احسن گیلانی اور مولانا سید سلیمان ندوی وغیرہ سے ان کا قریبی رشتہ رہا ہے۔ اس لئے ان کی ذات میں پورے ایک عہد کا خلاصہ جمع ہو گیا تھا۔ اور ان کی شخصیت بڑی متوازن بن گئی تھی۔ انہوں نے اپنے زمانہ میں برپا ہونے والی کتاب تحریکات اور اشخاص کا بڑا گہرائی سے جائزہ لیا تھا اس لئے ان کی رائے بڑی وقیع اور باوزن ہوا کرتی تھی۔

انہوں نے جن نامور شخصیتوں کو دیکھا اور برتا تھا اور جن سے کسبِ فیض کیا تھا ان کا طبعی اثر ان کے مزاج پر یہ تھا کہ ان میں بے پناہ وسعت صدر اور ہمہ نوازی کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ ان کی ذات ایک سراپا انجمن تھی اور ان کا دفتر ایک بین الجماعتی کانفرنس ہال، یونیورسٹی کے طلباء ہوں یا اساتذہ و منتظمین اور دینی و سیاسی جماعتوں کے سربراہ ہوں یا وزراء و ممبرانِ پارلیمنٹ گذشتہ چند برسوں سے تو مختلف مسائل میں پیچیدگیوں کے حل کے لئے مفتی صاحب کا آفس ہی ان سبھوں کا پہلا ٹھکانہ تھا اور مفتی صاحب ایک عامی سے لے کر افسر تک سب کی باتیں یکساں توجہ سے سنتے اور اپنی رائے سے نوازتے رہتے تھے۔

دہلی میں مختلف طبقوں میں ان سے زیادہ ادب و احترام سے کسی اور کو نہ دیکھا جاتا تھا اور نہ ان کی طرح مختلف دینی و اجتماعی کاموں کے لئے اور مختلف کمیٹیوں میں شرکت کے لئے کسی اور کو بلایا جاتا تھا۔ مفتی صاحب کے پاس صرف مسلمان ہی نہیں دوسری قوم کے لوگ بھی اپنے مسائل حل کرانے کے لئے آیا کرتے تھے یہ ان کی ایسی ہر دلعزیزی تھی جس میں کوئی ان کا شریک نہیں تھا اور جو ان کی بے انتہا تواضع اور وضعداری کے باعث ان کو حاصل ہوئی تھی۔

ان کو ہندوستان کی طرح پاکستان کی علمی و ادبی انجمنوں اور دینی حلقوں میں بھی بڑی عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ انہوں نے سعودی عرب، قطر اور بعض دوسرے ملکوں میں علمی و دینی کانفرنسوں میں بھی متعدد بار شرکت کی تھی اور ہر جگہ اپنے علم و فضل کا اثر چھوڑ کر آتے۔

مفتی صاحب کی شخصیت کے اتنے پہلو ہیں کہ ان سبھوں کو اجاگر کرنا تو مستقل کتاب کا موضوع ہو سکتا ہے۔ یہاں تو محض ان کی زندگی کے چند نقوش ظاہر کئے جاتے ہیں، وہ ایک عالم، ایک مفکر، ایک سیاسی قائد اور ایک انسان کی حیثیت سے ایک پوری دنیا اپنے اندر بسائے ہوئے تھے ان کی فقہی یا سیاسی آراء سے اتفاق ہو یا اختلاف ان کا اخلاص ہر شک و شبہ سے بالاتر تھا۔ ہیجان یا انقلاب انگیزی ان کی طبیعت میں نہ تھی۔ ان میں تحمل، نرم خوئی اور مشکلات کا بے ضرر اور سنجیدہ حل تلاش کرنے کا رجحان غالب تھا۔ اسی لئے ان کی باتوں سے پرجوش لوگوں کو شکایت ہوتی تھی یا ان کے بارے میں سرد مہری کا خیال ہوتا تھا لیکن حالات کی تلخیوں نے بجائے اشتعال پیدا کرنے کے ان میں سمندر کی گہرائی اور سکون پیدا کر دیا تھا۔

خالص دینی اور قدیم طرز کی تعلیم کے باوجود ان کا میل جول چونکہ ہمیشہ نئے پڑھے لکھے طبقہ کے ساتھ بھی اسی طرح رہا جس طرح قدیم دینی حلقوں کے ساتھ۔ ساتھ ہی وہ نئی تبدیلیوں سے بھی بہت زیادہ آگاہ رہے۔ اس لئے بعض فقہی مسائل میں بھی ان کے یہاں توسیع پسندی زیادہ تھی۔ گرچہ ان کی ذاتی زندگی خالص اپنے اساتذہ کے نقشِ قدم پر رہی۔

سیاسی میدان میں ان کا رشتہ مختلف رجحانات کے لوگوں سے رہا۔ جس کی وجہ سے وسیع المشربی آجانا ایک طبعی بات تھی اور آزادی کے بعد خاص طور پر ہندوستان کے حالات بھی ایسے ہی رہے۔ کسی ایک رُخ پر زیادہ سختی سے جمنے کا موقع باقی نہیں رہ گیا تھا۔

سیاسی اور اجتماعی کاموں میں الجھاؤ کے باوجود وہ علمی و ادبی کاموں سے کبھی کنارہ کش نہیں ہوئے، ۱۹۳۸ء میں انہوں نے عظیم علمی و ثقافتی ادارہ "ندوۃ المصنفین" کی اپنے چند دوسرے ساتھیوں کے ساتھ بنیاد رکھی تھی جن میں مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی اور مولانا سعید احمد اکبر آبادی کا نام قابل ذکر ہے اور علمی ماہنامہ "برہان" کا اجراء کیا۔ ۱۹۴۷ء میں جب قتل و خونریزی کا بازار گرم ہوا تو جان کے لالے پڑ گئے، ندوۃ المصنفین جو قرول باغ میں واقع تھا جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔ کئی دن حیات و موت کی کشمکش گذارنے کے بعد جب خدا نے جان بچائی تو دیکھا کہ دنیا ہی بدلی ہوئی ہے، محلّے کے محلّے ویران ہو گئے۔ ہر طرف کشتوں کے پشتے لگے ہوئے ہیں۔ خاندانوں کے خاندان اس طرح تہ تیغ کر دئے گئے ہیں کہ ان کا نام و نشان نہیں ملتا۔ ندوۃ المصنفین تو مسلمانوں کے خون کے اس سیلاب کے درمیان ایک معمولی سی چیز تھی جو خاک کا ڈھیر بن گئی ؎

جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے؟

حالات کچھ بدلے تو دوبارہ جامع مسجد دہلی سے قریب ندوۃ المصنفین کا آفس قائم کر دیا گیا اور انتہائی بے سروسامانی کے ساتھ کسی نہ کسی شکل میں مفتی صاحب نے اسے تقریباً نصف صدی تک قائم رکھا اور ایسی کتابیں وہاں سے شائع کیں جو عصر حاضر کی زبان اور ذوق و مزاج کے مطابق ہیں اور جن میں مغرب کی جدید ذہنی یورش سے مقابلہ کا پورا سامان موجود ہے۔ ماہنامہ "برہان" کا بھی وقار و اعتبار علمی حلقہ میں قائم رہا۔

عجیب بات یہ تھی کہ مفتی صاحب کو قدرت نے اردو نثر لکھنے کا جتنا پاکیزہ ذوق عطا کیا تھا اور علمی حیثیت سے وہ جس پایہ کے آدمی تھے اس کے بالکل برعکس انہوں نے ہمیشہ دوسروں کو بڑھانے اور خود کو انشا پردازی کے میدان میں پیچھے رکھنے کی سعی کی۔ اور شاذ و نادر ہی اور انتہائی مجبور کن حالات میں ہی کچھ لکھا۔ غالباً بعد کے سالوں میں انہوں نے صرف وہ مقالہ توجہ سے لکھا تھا جو اپنے استاذ علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے متعلق سرینگر میں منعقد ہونے والے سیمینار میں خود ہی پڑھ کر سنایا تھا اور اس میں شک نہیں کہ ان کی دقتِ نظر اور خالص فقہی و اصولی مسائل میں ان کی ژرف نگاری کی بیّن دلیل ہے۔ ان کی اتفاقیہ لکھی ہوئی تحریروں کو دیکھ کر خیال ہوتا تھا کہ کاش ان کی ذہنی صلاحیت دوسرے خرخشوں میں الجھنے کے بجائے صرف علمی کاموں کے لئے وقف ہوتی، لیکن وہ اجتماعی کاموں میں ہی لذّت محسوس کرتے تھے چنانچہ مصنّف بننے کے بجائے مصنّف گر ہی رہے۔ ندوۃ المصنفین کو ان کی خدمات جلیلہ کا شاہکار کہا جا سکتا ہے۔ جس نے بہت سے نامور مصنفین کو زیادہ تر ان کی شخصیّت کے وزن اور بےنفسی کی وجہ سے ان کے ساتھ مربوط کر دیا تھا وہ کام ہو گیا جو بڑے سرمایہ سے بھی ہونا مشکل ہوتا ہے۔

۱۹۶۴ء میں بھیانک ہندو مسلم فسادات ہوئے جس نے مسلمانوں کے ذہن میں اسی طرح کی دہشت طاری کر دی جو ۱۹۴۷ء میں پیدا ہو گئی تھی۔

یاس و ہراس کے اس ماحول میں مسلم قائدین و زعماء کا فریضہ تھا کہ خون کے سیلاب سے گذر جانے والی قوم جس نے عہد کر رکھا ہے کہ ؎

موجِ خوں سر سے گذر ہی کیوں نہ جائے
آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا؟

اسے تسکین دلائیں، ان کے زخم پر مرہم رکھیں اور آئندہ حالات سے مقابلہ کا ان میں حوصلہ پیدا کریں۔

پس یہی منظر تھا جس میں آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کا قیام عمل میں آیا اور فساد زدہ علاقوں کا دورہ شروع کیا تھا۔ سید محمود مرحوم کے ساتھ اس مہم میں مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی مولانا ابوالحسن علی ندوی اور مولانا ابواللیث اصلاحی وغیرہ تھے جس کا خوشگوار اثر ہوا اور سید محمود صاحب کے بعد مفتی صاحب ہی اس کے صدر قرار پائے۔ بعد میں یہ مجلس زیادہ طاقت ور تو کبھی نہیں ہوئی جس کی وجہ حضرت مفتی صاحب کی نرم خوئی اور مختلف زعمائے ملّت جن کے اشتراک سے مسلم مجلس مشاورت کا ڈھانچہ بنتا ہے ان کی اپنی جماعتی اور ذاتی مصالح ہیں لیکن نام کی حد تک مسلمانوں کے ایک مشترکہ فورم کی حیثیت سے مفتی صاحب نے ڈھانچہ قائم رکھا جو سنگین حالات میں مسلم لیڈروں کو یکجا کرنے کا ایک عنوان بنا رہا۔ مفتی صاحب میں قائدانہ طنطنہ نہیں تھا یا دوسرے لفظوں میں مفتی صاحب اپنے آپ کو توڑ جوڑ کی اس سطح پر لانے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے جس کے دم پر لیڈروں کی لیڈری اس وقت قائم ہے اور غالباً مفتی صاحب کی عظمت کا راز اسی میں پنہاں ہے انہوں نے کبھی اپنی شخصیت پر مصنوعی خول چڑھانے کی کوشش نہیں کی۔ دل اور زبان کا رشتہ ان کے یہاں کبھی منقطع ہونے نہیں پایا۔ انہوں نے جو کچھ سوچا اس کا اظہار کسی نہ کسی پیرایہ میں ضرور کیا۔ زخم کھانے اور شکست قبول کرنے کی ان کو گویا عادت سی پڑ گئی تھی۔ اسی لئے انہوں نے ہمیشہ سخت سے سخت مؤقف کو صبر و تحمل سے انگیز کیا لیکن کبھی کسی سے آویزش مول نہیں لی۔ بھونکنے والوں کو کبھی پلٹ کر نہیں دیکھا۔ تیر اندازی کرنے والے بھی جب ان کے سامنے آتے تو ان کو گلے سے لگایا۔ ظاہر ہے کہ اس درجہ کا تحمل جہاں ایک طرف انتہائی اخلاقی کمال ہے وہیں دیکھنے والوں کی نظر میں ہمیشہ ایک طرح کی کمزوری کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے لیکن مفتی صاحب کو کبھی اس کی پروا نہیں ہوتی۔

مفتی صاحب کے خانگی احوال ان کے لئے مستقل سوہان روح تھے لیکن سالہا سال ساتھ بیٹھنے والوں نے کبھی ان سے ایک حرف شکایت کا بھی نہیں سنا۔ اچھے اچھے باعزیمت لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ اگر کوئی دوسرا ان کی جگہ پہ ہوتا تو ذہنی توازن کھو بیٹھتا۔ گویا انہوں نے ہر حال میں نباہ کیا زندگی کے ساتھ۔ نہ کبھی تقدیر کا ماتم کیا اور نہ لوگوں کے ظلم و ستم کا گلہ۔

مفتی صاحب کو اپنی زندگی میں کسی طرح کی فن کاری اور ریاکاری سے سخت نفرت تھی۔ چنانچہ برملا تنقید فرماتے تھے اور نہایت لطیف پیرائے میں، خود مفتی صاحب کا اپنا حال یہ تھا کہ گالیاں سن رہے ہیں، اذیتیں سہہ رہے ہیں، نقصانات برداشت کر رہے ہیں لیکن اُف تک زبان پر نہیں ہے یقیناً اس درجہ کے تحمل کے لئے بڑا دل گردہ چاہئے خاص طور پر رفقاء و احباب کی بے وفائیوں کو سہنا تو بڑا صبر آزما کام ہوتا ہے لیکن مفتی صاحب انتہائی حساس دل اور غیر معمولی ذکاوت رکھنے کے باوجود برداشت کی غیر معمولی قوت بھی رکھتے تھے۔

ان کی ایک عجیب و غریب ادا ان کی بے انتہا تواضع تھی۔ اپنے چھوٹوں کے سامنے بھی وہ اس طرح بچھ جاتے تھے کہ شرمندگی

بیٹے کی وفات پر صبرِ جمیل کرنا

محمد شفیع عمرالدین، میرپور خاص سندھ

حضرت رمیصا رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے بیمار بیٹے کی وفات پر صبرِ جمیل کا حال یوں بیان فرماتی ہیں کہ جب میرے بیٹے کا وصال ہوا تو میرا شوہر گھر میں موجود نہ تھا۔ میں نے بچے کو کپڑے سے ڈھانک دیا۔ جب میرا خاوند گھر میں تشریف لایا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ بیمار بیٹے کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا کہ آج سے بہتر کوئی رات اس پر نہیں آئی۔ پھر میں نے خاوند کو کھانا کھلایا اور اپنے آپ کو دوسری راتوں سے زیادہ آراستہ کیا تاکہ میرا خاوند میرے ساتھ اپنی حاجت پوری کرے۔

پس میں نے انہیں کہا کہ ہم نے ایک چیز اپنی فلاں ہمسائی کو ادھار دی تھی۔ اب جب میں نے اپنی چیز اس سے واپس مانگی تو اس نے چیخنا شروع کر دیا۔ میرے خاوند نے یہ سن کر فرمایا کہ یہ نہایت ہی تعجب کی بات ہے۔ ایسے لوگ بے وقوف ہیں۔

اب میں نے انہیں کہا کہ ہمارا بیٹا بھی اللہ کی ایک نعمت تھی اور وہ نعمت ہمیں ادھار دی گئی تھی۔ اب مالک حقیقی جلّ شانہٗ نے اسے واپس لے لیا ہے۔

باپ نے بیٹے کی وفات کی خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (ہم تو اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں) پڑھا۔

صبح کے وقت حضرت ابو طلحہ رضؓ نے رات کا یہ واقعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ کل کی یہ رات اللہ تعالےٰ تم کو مبارک کرے۔ یہ رات بڑی بزرگ تھی۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں بہشت میں گیا تو میں نے ابو طلحہؓ کی بیوی رمیصاؓ کو وہاں دیکھا۔ (کیمیائے سعادت فارسی صد ۳۲۷)

جاننا چاہئے کہ مصیبت پر صبر سے کام لینا اور نعمت ملنے پر اللہ تعالےٰ کا شکر کرنا مومن کا شیوہ ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن کا عجب حال ہے اگر اسے بھلائی پہنچتی ہے تو اللہ کی حمد اور شکر کرتا ہے اگر اسے مصیبت پیش آتی ہے تب بھی حمد و شکر کرتا ہے اور صابر رہتا ہے پس دونوں حالتوں میں مومن کو ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

نیز حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی مومن بندے کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں۔ ہاں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم نے اس کے دل کے میوے کو توڑ لیا؟ وہ کہتے ہیں۔ ہاں۔ اللہ تعالےٰ دریافت فرماتا ہے کہ میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں اس نے تیری تعریف کی اور اِنّا للّٰہ واِنّا الیہ راجعون کہا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام "بیت الحمد" (حمد اور تعریف کا گھر) رکھو۔ (مشکوٰۃ)

اللہ تعالےٰ ہر مومن کو خوشی میں شکر اور مصیبت میں صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

زاہد الحق قریشی

آج کا ایک مظلوم دین اسلام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے ایک نابینا صحابی کی آمد پر اُمّہات المومنین (جو کہ پوری امت مسلمہ کی رشتہ میں مائیں۔ اور تمام عورتوں سے افضل ہیں) کو پردہ کا حکم دیا۔ اُمّہات المومنین نے حیرت سے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں۔ آپ نے فرمایا "کہ تم تو بینا ہو"۔ یعنی عورت اور مرد دونوں کے لئے نامحرم سے بچنے کا حکم ہے۔ اب ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ صحابی ایک اللہ تعالیٰ کی منتخب جماعت سے تعلق رکھتے تھے اور امہات المومنین پاکیزہ ترین عورتیں ہیں۔ ان کے درمیان بُرائی کا تصور بھی محال ہے۔ جب ان کے درمیان پردہ کی رعایت نہیں تو آج کل کے مرد و زن کس شمار میں ہیں۔

چلئے فلم چلنے کیلئے تیار ہو گئی۔ اب اسے دیکھنے کے لئے ایک گھرانے کے تمام محرم اکٹھے بیٹھے ہیں۔ جب اس فلم میں ایک نامحرم عورت کوئی کردار ادا کرتی ہوئی سامنے آتی ہے۔ تو اللہ کے احکام کے مطابق گھر کے مرد حضرات اپنی نگاہ نیچی کر لیتے ہیں۔ پھر جب کوئی مرد پردہ سکرین پر آتا ہے۔ تو خواتین نگاہ نیچی کر لیتی ہیں۔ اب بتایئے اس فلم کا کیا بنا؟

حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں عورت کی شان دو چیزوں میں ہے کہ کوئی نامحرم اسے نہ دیکھے اور وہ کسی نامحرم کو نہ دیکھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی امت کی خواتین سے پردہ کے پیچھے سے بات چیت فرمائیں کیا وہاں بھی کسی خرابی کا ڈر تھا؟ ہرگز نہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی سوچ رکھنے والے کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا۔

اصل بات یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلتا پھرتا قرآن تھے۔ آپ نے اپنے ان اعمال سے پردہ کی اہمیت کو اجاگر فرمایا۔ کیا اب یہ احکامات فرسودہ ہو کر قابل استعمال نہیں رہے؟ کیا وجہ ہے؟ کہ دنیا کی ترقی میں ہمیں سب سے بڑی رکاوٹ اسلام ہی نظر آتا ہے ہم خود کو بدلنے کے لئے تیار نہیں اسلام کو بدلنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ ہم ظاہری دنیا کی ترقی کے لئے اسلام کو بدلنا چاہتے ہیں۔ مگر مغربی دنیا نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ دماغ سے کام لے کر اپنی ترقی کے لئے کوئی چیز تیار کی ہے تو ہم اپنے دماغ سے کام لیتے ہوئے اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ اس چیز سے اس طرح فائدہ اٹھائیں کہ ہمارے اسلام پر کوئی زد نہ آئے اللہ تعالےٰ کے احکامات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقے مجروح نہ ہوں۔

آپ ٹی وی پر غیر جاندار اشیاء کی تصاویر دکھا سکتے ہیں۔ اور ایک آواز کے ذریعے تفصیل بیان کر سکتے ہیں۔ سائنس کی ترقی مشینوں کے ذریعے ہوئی ہے۔ آپ مشینوں کی تصاویر دکھا سکتے ہیں۔ میڈیکل سائنس کی کوئی چیز دکھانا چاہیں جس کے لئے جاندار کی تصویر انتہائی ضروری ہے تو اس کا چہرہ اور سر نہ دکھائیں (کیونکہ جاندار کا چہرہ اور سر کٹی تصویر کی کسی حد تک اجازت ہے) لیکن اس سے عیاشی کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ جو کہ فلم اور تصویر کا بنیادی مقصد ہے۔

ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ "فلاں نامی فلم دیکھ کر بہت سے کافر مسلمان ہو گئے۔ تو عرض ہے کہ جس چیز کی بنیاد ہی غلط ہو جس کی تعمیر میں اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کی روح کو مجروح کیا گیا ہو۔ اس کے فوائد ظاہری صرف شیطان کا دھوکہ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد کے نقصانات پر نگاہ رکھنی چاہئے۔

اگر فلم کے دوران نماز کا وقت آجائے تو ناظرین اگر ایک نماز چھوڑ دیں تو ارشادِ نبویؐ کے مطابق نقصان کے اعتبار سے ایسا ہے کہ اس شخص کا گھر تباہ ہو جائے بیوی بچے اور مال ضائع ہو جائے اور وہ شخص تنہا کھڑا رہ جائے۔

اس کے علاوہ بالفرض محال اگر علماء کرام اس کی اجازت دے دیں کہ ایسی فلم دیکھنی اور دکھانی جائز ہے۔ تو ہمارے جیسے لوگ جو کہ آج اس فلم کے دکھلانے کے حق میں دلائل دے رہے ہیں۔ اُن علماء کے پیچھے پڑجائیں گے کہ اپنے مطلب کی فلم تو دکھانے کی اجازت دے دی۔ اب اسلام میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ہم دوسری فلم دیکھتے ہیں تو ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے بغرض برائی کے جواز کے لئے راستہ کھل جائے گا۔

فلم کے ذریعے تبلیغ دین کی مثال ایسی ہی ہے جیسے آب زم زم کے ذریعے سور کے گوشت کو پاک کر کے کھانے کے لئے پیش کیا جائے۔ آپ سور کے گوشت کو جتنا مرضی آب زم زم سے دھو ڈالئے وہ حرام ہے حرام ہی رہے گا۔ اس سے حلال نہیں ہو سکتا۔

ہمیں اس سوچ کو بدلنا ہوگا کہ دنیا کی ترقی کے لئے تو انتھک محنت کی ضرورت ہے۔ جبکہ اسلام کی ترقی صرف دعا کے ذریعے ہی ہو جائے گی۔ اسلام کی ترقی کے لئے دنیا کی ترقی سے زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ جب ہم زبان سے اسلام کو اس دنیا سے بڑا مانتے ہیں تو کیا وجہ ہے۔ کہ دل سے اس کی ترقی کے لئے دنیا کے برابر بھی وقت فارغ نہیں کر سکتے۔ یاد رکھئے اسلام دعا اور فلموں کے ذریعے نہیں پھیلا۔ اس کے لئے صحابہ اکرامؓ نے اپنی پوری پوری زندگیاں وقف کیں اگر صرف دعا سے مسئلہ حل ہو سکتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بہتر کون دعا کر سکتا تھا۔ انہیں کیا ضرورت تھی طائف کا سفر اختیار کرتے اور پتھر کھاتے۔

تو غرض یہ ہے کہ تبلیغ دین کے لئے سب سے اہم چیز ماحول ہے۔ جب ہم کسی شخص کو دنیا کے ماحول سے نکال کر دین کے ماحول مسجد میں لے جا کر بات کریں گے تو اُس کے دل پر جو اثر ہوگا۔ وہ ایک فلم کے ماحول میں نہیں ہو سکتا۔ پاکستان میں اسلامی نظام کی راہ میں رکاوٹ یہاں کا ماحول ہے۔ ایسے لوگوں کی شدید کمی ہے جنہوں نے اپنے جسم کو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کے مطابق ڈھال رکھا ہے اپنے گھروں میں اسلامی نظام قائم کر رکھا ہے جس دن یہ لوگ اکثریت میں آگئے اُس دن پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کرنے کی ضرورت نہ رہے گی خود بخود اسلامی نظام نافذ ہو جائے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم حکومت سے اس کے نفاذ کی توقع نہ رکھیں اور نہ مطالبہ کریں بلکہ ہر شخص خود اپنے آپ سے مطالبہ کر کے خود اپنے اوپر ان احکامات کو نافذ کرے۔ صرف محنت کی ضرورت ہے۔ زرخیزی کی کمی نہیں۔

آخر میں گذارش ہے کہ اپنی صلاحیتوں کو اسلام کے پوسٹ مارٹم میں صرف کرنے کی بجائے اگر ہم دنیاوی ایجادات کو اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے استعمال کرنے کے طریقوں پر غور فرمائیں اور ایسی راہ نکالنے کی کوشش کریں کہ اسلام ایک مظلوم دین نہ بن کر رہ جائے۔ تو کیا مضائقہ ہے؟

فلم کو ذریعہ تبلیغ بنانے کے حق میں دلائل دیتے ہوئے ہمارے قلم کی سیاہی خشک ہو جاتی ہے۔ لیکن ہم سے اتنا نہیں ہوتا کہ اپنے افسر کو نہ سہی اپنے ماتحت اپنے چپراسی اپنی اولاد کو نماز کے لئے ساتھ لیتے ہوئے مسجد چلے جائیں۔ یاد رکھئے سَو کافروں کے قتل سے ایک کافر کا مسلمان کرنا بہتر ہے۔ اور سَو کافروں کو مسلمان کرنے سے ایک مسلمان کو اسلامی اصولوں پر ڈال دینا (یعنی مسلمان کو مسلمان کرنا) بہتر ہے۔



تحریر: محمد عثمان الوری

نام نہاد دیندار انجمن کی حقیقت

سر پر سبز پگڑی گیرو رنگ کا لباس واسکٹ چمڑے کا بیگ کندھے پر رومال اکثر پچاس ساٹھ سال کی عمر اپنے آپ کو فقیر یا بابا اور سادھو درویش کہلوانے والے اور مسلمانوں کی مساجد سے غائب رہنے والے عام اور سادہ لوح لوگوں میں دین اور درویشی کی باتیں کرنے والے اکثر لوگوں کو علماء سے دُور رہنے کی تلقین اور صوفیوں سے خاص کر اپنا عقیدت مندی رہنے پر اصرار کرتے والے اگر آپ کو علی گڑھ کٹ پاجاموں میں نظر آئیں تو سمجھ لیجئے کہ آپ حیدر آباد دکن کے ایک قادیانی ایجنٹ صدیق چن بسویشور نامی شخص کے مبلغ کو دیکھ رہے ہیں جو نیا روپ دھار کر مسلمانوں کو گمراہی اور ارتداد کی جانب لے جا رہے ہیں یہ لوگ تقریباً کراچی شہر میں دو سو سے زائد کی تعداد میں دیندار انجمن کے نام پر لوگوں میں جال پھیلانے کے لئے کام کرتے ہیں۔ جن کی امداد کا سراغ بھی نہیں ملتا ہے کیونکہ یہ لوگ کتب و رسائل آمدورفت اور آؤبھگت بھی کرتے رہتے ہیں۔ جبکہ ریاست حیدر آباد دکن میں سید قاسم رضوی نے اپنے دور وزارت ہی میں ان کو غیر مسلم خطرناک جاسوس سمجھ کر کافی عرصہ سے نظر بند کر رکھا تھا سقوط حیدر آباد کے موقع پر یہ گروہ پانچ لاکھ روپیہ نقد اور زیورات چوری کر کے پراسرار طریقہ پر پاکستان آ گیا دراصل پاکستان میں لوگ ان کے خفیہ رابطوں اور سازشوں سے بے خبر ہیں کیونکہ صدیق دیندار جو اپنے آپ کو چن بسویشور کہلواتا تھا خود مدعی نبوت تھا اور مرزا قادیانی کا مرید اور دلال تھا اس کی کتاب خادم خاتم النبیین، معراج المومنین، نبوت دعوت الی اللہ میں اس نے دعویٰ نبوت، یوسف ثانی، مسیح موعود موسیٰ ثانی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور مرزا قادیانی کی مدح کی ہے۔ اور قادیانی گروہ کے ساتھ قادیانیت کی اشاعت کرنے کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ وہ ایک جگہ لکھتا ہے کہ: حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کی بشارت میں جتنی صفتیں یوسف موعود کی آئی ہیں وہ کل کمال درجہ پر مجھ پر صادق آتی ہیں۔

کتاب خادم خاتم النبیین ص۵۸ آگے چل کر دوسرے صفحہ پر لکھتا ہے کہ میری ماموریت میں انکار کی صورت میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ موعود میں نہیں ہوں تو دوسرا کوئی پیش کرے ص۵۹ ایک جگہ لکھتا ہے کہ اگر میں احمدیوں کا مامور موعود نہیں ہوں تو دوسرا بتائے جو عین وقت یعنی ۱۹۲۴ء میں آیا۔ خادم خاتم النبیین ص۱۸ ایک جگہ لکھتا ہے کہ مسیح موعود نے میری نسبت فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ایک موسیٰ ہیں اس کو ظاہر کروں گا۔

(دعوت الی اللہ ص۲۱)

اپنے الہامی نام اس طرح ظاہر کرتا ہے چن بسویشور، یوسف موعود مثیل موسیٰ، مصلح موعود، مامور وقت، شنکر اور پرماتما، صدیق کلیم اللہ، دیندار، دھن پتی، محمود صدیق، سری تچی، فاتح ہندوستان سکندر اعظم، عبدالقادر، کرو ناتھ، بابا صدیق وغیرہ۔

(دعوت الی اللہ ص۳۵)

مندرجہ بالا مراسلہ مختصر ہے اور عجلت میں تحریر کیا گیا ہے ایک غیرت مند اور ہوشمند مسلمان کے

(باقی ۲۳ پر)

ایڈیٹر کی ڈاک

شبانِ ختم نبوت، سرگودھا کا ایک اہم اجلاس اور قرار دادیں

شبان ختم نبوت سرگودھا کا ایک اہم اجلاس آج مورخہ ۳ ۸ ۸۴ء بروز جمعہ ۸ بجے صبح مکی مسجد بلاک ۱۲ میں منعقد ہوا۔ جس میں مختلف مکتبۂ فکر کے نوجوانوں نے بھرپور شرکت کی۔ اس اجلاس میں مولانا محمد اکرم صاحب طوفانی مبلغ تحفظ ختم نبوت ضلع سرگودھا نے مرزائیت اور مرزائیت نوازوں کے خلاف پر اثر انداز میں نوجوانوں سے خطاب کیا۔ اور حضرت مولانا قاری شہاب الدین صاحب نے بھی اپنے مخصوص انداز میں بیان فرمایا اور سیف الرحمٰن صاحب نے چند تنظیمی امور کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد راؤ عبدالرحمٰن صاحب شبان ختم نبوت ضلع سرگودھا نے مندرجہ ذیل قرار دادوں کو پیش کیا جو متفقہ طور پر پیش کی گئیں۔

۱۔ مولانا محمد اسلم قریشی اور قاری محمد اشرف کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کرکے عبرتناک سزا دی جائے اور جو افسران ان کی تفتیش میں سستی اور لاپرواہی سے کام لے رہے ہیں ان کی جگہ دیانتدار اور فرض شناس افسران کو مقرر کیا جائے۔

۲۔ مولانا اللہ یار ارشد خطیب ربوہ پر قاتلانہ حملہ کے ملزموں کے خلاف فوری طور پر مقدمات فوجی عدالت میں چلائے جائیں اور ملزموں کو عبرتناک سزا دی جائے۔

۳۔ سرگودھا میں چک نمبر ۴۶ شمالی میں مرزائیوں نے آرڈیننس کی کھلی توہین کی ہے۔ اور مرزا طاہر کی تقریر اونچی آواز سے لگا کر مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی۔ اس سلسلہ میں ضلع انتظامیہ نے کوئی کاروائی نہیں کی۔

ہم پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ مرزائیوں کے خلاف مقدمہ درج کرکے قرار واقعی سزا دی جائے اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹا مقدمہ واپس لیا جائے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کو ہم

بجا طور پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ جو عظمت و ناموس ختم نبوت کے لئے دن رات کوشاں و سرگرداں ہے موجودہ حکومت کا اقدام "تحفظ ختم نبوت آرڈیننس" کا اجراء بھی ان ہی کی کاوشوں کی ایک کڑی ہے۔ مگر ساتھ ہی بعض قائدین حزب اختلاف کے بیانات انتہائی افسوسناک ہیں جو نہ صرف جمہوریت کا ناک منہ چڑا رہے ہیں بلکہ ختم نبوت کے خلاف بیان دیتے ہوئے نہ تو انہیں خوف خدا مانع ہے نہ وہ ختم نبوت سے شرمائے ہیں اور نہ ہی اس سلسلہ میں انہیں جمہور امتِ مسلمہ کے جذبات و احساسات کا خیال ہے۔ ظلم بالائے ظلم یہ کہ حکومت کی پالیسیوں سے اختلاف رکھنے والے علمائے کرام بھی ان قائدین کے اس رویہ پر نہ صرف خاموش ہیں بلکہ خواہ مخواہ اُن کے وکیل صفائی بن رہے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حکام کی پالیسیوں سے اختلاف اور اُن پر جرح و تنقید یہ تو علمائے کرام کا حق ہے ہمیں اس معاملہ میں اُن سے کوئی اختلاف نہیں۔ مگر علماء کرام سے ہمیں یہ توقع نہ تھی کہ وہ ختم نبوت کے مسئلہ کو سیاسی مصالح کی نذر کر دیں گے اور غدرانِ ختم نبوت پر پردے ڈالیں گے۔ جو لوگ آج اقتدار سے پہلے یہ نظریات رکھتے تھے کل کو اقتدار آجانے پر امت مسلمہ کی تمام قربانیوں پر پانی پھیر دیں گے۔

محترم علمائے کرام: ہم بصد ادب و احترام گذارش کرتے ہیں کہ اس معاملہ میں اپنے پرائے کی تمیز اور جماعتی تفریق امت مسلمہ کے لئے اور مسئلہ ختم نبوت کے لئے نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہے۔ جس طرح جرأت وہمت کے ساتھ اظہار حق آپ کی دیرینہ و دائمی روایات ہیں اور جس طرح اقتدار کے سامنے آپ سینہ سپر ہیں اسی طرح حزب اختلاف کو بھی حق بات کہنے میں کوئی مصلحت آپ کو آڑے نہیں ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

منجانب: قاضی عبدالحمید، ناظم اعلیٰ انجمن محمدیہ محلہ قاضیاں والا، مسلم بازار ڈیرہ اسماعیل خان

وی سی آر پر سخت پابندی لگائی جائے نہ کہ ڈیوٹی کم کی جائے معاشرہ کو تباہ اور بد اخلاق ہونے سے بچایا جائے

علماء کا مشترکہ بیان

پاکستان جو اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا اور یہاں آج کل اسلامی اور اصلاح معاشرہ کی تحریکیں چل رہی ہیں اور حکومت خود ان تنظیموں کی سرپرستی بھی کر رہی ہے۔ لیکن دوسری طرف حکومت کی دوغلی پالیسی سمجھ سے بالاتر ہے کہ وی سی آر سے پہلے پابندی اٹھائی اور پھر اس کی ڈیوٹی کم کر دی گئی جس سے فحاشی عام ہوگی اس طرح وی سی آر کی فراوانی ہو جائے گی اور نوجوان نسل غیر ملکی فحش فلمیں دیکھے گی۔ جن سے اُن کے اخلاق پامال ہونے کے ساتھ ساتھ اُن کی تعلیم بھی برباد ہوگی اور ایک اسلامی مملکت میں مغرب کا رنگ جھلکنے لگے گا۔ حکومت کے اس اقدام سے اسلام سے محبت رکھنے والوں کے جذبات کو سخت دھچکا لگا ہے اور حکومت کا خیر خواہ طبقہ جو حکومت کو اسلامی سمجھتا تھا کچھ شکوک و شبہات میں مبتلا ہو گیا ہے۔ ایک طرف تو حکومت علماء سے مطالبہ کرتی ہے کہ اسلامی نظام کے لئے راہ ہموار کریں اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے کوششیں تیز کریں تو دوسری طرف حکومت نے پہلے وی سی آر سے پابندی اٹھائی۔ اور پھر اس کی ڈیوٹی کم کر دی۔ جس سے حکومت کے ہاتھوں احیائے اسلام کے بجائے فحاشی کا آغاز ہو گیا ہے۔

کیا یہ کاروائی اسلامی نظام کا پیش خیمہ ثابت ہوگی یا نظام ہائے مغربیت کا۔ حکومت جس طرح ہیروئن اور دوسری منشیات کے خاتمہ کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ اسی طرح وی سی آر جو ہیروئن سے بھی زیادہ مضر ہے، کے خاتمہ کے لئے فوری احکامات جاری کرے۔

علماء کا مشترکہ مطالبہ

۱۔ دستخط خطیب ہزارہ مفتی عبدالقیوم صاحب۔ عبدالقیوم

۲۔ دستخط مولانا عبداللہ خطیب جامع اہلحدیث ہری پور وامیر جمعیت اہلحدیث صوبہ سرحد۔ عبداللہ بقلم خود

۳۔ دستخط مولانا فضل رازق خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ ہری پور وممبر صوبائی کونسل صوبہ سرحد۔ بندہ فضل رازق عفی عنہ

۴۔ مولانا حاجی محمد افتخار مدرس دارالعلوم تدریس القرآن شیرانوالہ گیٹ ہری پور۔ محمد افتخار

بقیہ: نام نہاد . . . . . .

لئے یہ حوالہ جات ہی کافی ہیں۔ تفصیل کے لئے حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب جامعہ اشرف المدارس ناظم آباد کراچی کی کتاب بھیڑ کی کھال میں بھیڑیا آیا اور ماہنامہ فاران شمارہ ۱۹۵۳ء اور ترجمان اسلام لاہور شمارہ مئی جون ۱۹۸۴ء مولانا عبدالصمد صارم حیدر آباد دکن یادوں کے دریچے ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جملہ اقسام کی گمراہی سے محفوظ رکھے اور گمراہوں کو راہ حق نصیب فرمائے۔ اور منکرین حدیث اور منکرین ختم نبوت کے تمام فتنوں سے اور ان کے دجل سے محفوظ رکھے۔ آمین



بقیہ : کبریائی ....

تھے اور آپؐ کو غار میں چھُپنا پڑا تھا دشمنوں سے بچنے کے لئے مدینہ کا راستہ بدل کر تشریف لے گئے تھے جب اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور نصرت و اعانت سے اس شہر میں دن دہاڑے فاتحانہ انداز سے داخل ہوئے۔

اور دس ہزار تلوار بردار اور جاں نثار مجاہدین آپؐ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے حکم کے منتظر تھے کفر کا پتہ آب آب ہو رہا تھا حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گیا کہ سر جھکائے ہوئے اونٹنی پر سوار تھے اور مکّہ کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنے پیچھے سوار کر رکھا تھا۔

محترم حضرات! یہاں یہ بیان کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ تصوف کا نچوڑ اور راہِ سلوک کی آخری منزل رضا بالقضاء ہے اور قضاء پر رضا اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب بندہ عجز و نیاز کا پتلا بن کر اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کے دروازے پر گرا دے اور کبر و ناز کا شائبہ تک اس میں نہ ہو۔

پس کبریائی و عظمت کی ادا اسی ذات بے ہمتا کے لئے مخصوص کر دینی چاہئے کہ یہ فقط اسی کا حق ہے۔ اور اسی کو زیب دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں کبر، غرور و تکبّر سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

انتقالِ پُرملال

۱۰ اگست بروز جمعۃ المبارک گیارہ بجے رات مولانا عبدالرؤف چشتی صاحب کا لختِ جگر محمد حماد انتقال کر گیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

وہ گذشتہ پانچ ماہ سے مسلسل بیمار تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان خصوصًا مولانا چشتی صاحب کو صبرِ جمیل کی توفیق کے ساتھ اس کا بہتر نعم البدل نصیب فرمائے۔ آمین

....

گذشتہ ہفتے معروفِ عالم دین مولانا حافظ مہر محمد صاحب گوجرانوالہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ بڑی ہی صالحہ عورت تھیں۔ انہوں نے اپنے تمام بچوں کو دین کی خدمت کے لئے تیار کیا۔ یہ اُن کے لئے بہترین صدقہ جاریہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ اور ہمیں سب کو اپنی مرضیات کا پابند بنائے۔ آمین

خدا اور خداشناسی

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

"مَیں پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس ذات کی، جس نے اپنی مخلوق کے لیے کوئی راستہ اپنی معرفت کا نہیں رکھا۔ سوا اس کے کہ لوگ اس کی معرفت سے عاجز ہو جائیں۔"

"جو شخص اللہ تعالےٰ کی محبت کا مزہ چکھ لیتا ہے۔ پھر اُسے دنیا حاصل کرنے کی مہلت نہیں ملتی اور اسے انسانوں سے گھبراہٹ اور وحشت ہوتی ہے۔"

"مَیں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔"

●

بقیہ صٓ ۲۷

تبدیلیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہم تعمیری تبدیلیوں کا خیر مقدم کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ہم کچھ ایسی اعلیٰ اقدار کو باقی رکھنا چاہتے ہیں جو ہماری اخروی سرخروئی اور ملی اتحاد و شیرازہ بندی کے لئے ضروری ہے اور معاشرتی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا ہماری بنیادی ذمہ داری ہے۔

خدا ہمیں ظلمت و گمراہی سے بچائے اور اسلام کے نظام عدل کو بھر پور طریقہ سے اپنے ملک میں نافذ و رائج کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ العالمین آمین۔

احقر عبید اللہ انور

بروز اسینچر

۱۵ اگست — انجمن خدام الدین لاہور

نماز اسلام کا رکن دوم ہے اور جامعِ عبادات ہے۔ اس جامعیت کے سبب یہ ہی کل اور مجموعۂ عبادت کا حکم رکھتی ہے اور تمام نیک کاموں سے بلند اور بالا ہے۔ دیدار خداوندی کی بدولت سرور کائناتؐ کو شبِ معراج میں حاصل ہوئی اور اس کے بعد دیدار خداوندی کی دولت اس عالم کے مناسب حضورؐ کو نماز میں میسّر ہوتی تھی۔ اسی لیے حضور نے فرمایا الصلوٰۃ معراج المومنین (نماز مومنوں کی معراج ہے) اور فرمایا قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنی نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

(اقتباس از مسلمانوں کا روشن مستقبل)

طبی مشورے

براہ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی شیرانوالہ گیٹ لاہور ۸

شب کوری

س : میرے دو بھائی بعمر ۵/۱۰ سال پیدائشی اندھی کے مریض ہیں۔ یعنی رات ہونے پر بصارت کام نہیں کرتی۔ کوئی علاج تاحال کارگر نہیں ہو رہا ہے۔ کوئی آسان اور مجرب نسخہ تحریر فرمائیں۔

حافظ امان اللہ
درابن کلاں ڈیرہ اسمٰعیلخاں

ج : اس مرض کو رتوندھی یا شب کوری کہتے ہیں۔ ایک آسان اور مجرب نسخہ حاضر خدمت ہے۔

شہد خالص میں آب بادیانِ سبز ملا کر سلائی سے آنکھوں میں لگایا کریں۔ چونکہ مرض پیدائشی ہے اس لئے مسلسل اور دیر تک استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ صحت ہو گی۔

نزلہ

س : مجھے قریباً ڈیڑھ سال سے نزلہ کی شکایت ہے۔ ناک عموماً بند رہتی ہے۔ سانس منہ کے راستے لینا پڑتا ہے اور نزلہ کی وجہ سے میرے بال بھی سفید ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے بہت پریشان ہوں براہ کرم کوئی اچھا سا اور بہترین سستا نسخہ ارشاد فرمائیں۔

محمد شفیق اکبر علی انجم (وہاڑی)

ج : اچھا سا، بہترین اور سستا نسخہ حاضر خدمت ہے :-

۱- روزانہ صبح و شام ایک گلاس نیم گرم پانی میں تولہ بھر نمک ملا کر اس سے غرغرے کریں۔ نیز یہ پانی ناک میں بھی چڑھایا کریں۔

۲- زیادہ مرغن غذائیں، گھی، پراٹھا، چاول، انڈا وغیرہ کا استعمال ترک کر دیں اور سادہ خشک روٹی گوشت کے شوربے، کالے چنے کے شوربے، مونگ کی دال وغیرہ سے کھایا کریں۔

۳- ہر موسم میں سر پر ٹوپی ضرور پہنا کریں۔

۴- سر پر ہر قسم کے صابن کا استعمال ترک کر دیں اس کے بجائے خشک آملہ پانی میں بھگو دیں اس پانی سے سر دھویا کریں۔

۵- ہلیلہ کابلی ایک عدد کا چھلکا رات کو پانی میں بھگو دیں صبح یہ پانی پی لیں اور نرم شدہ چھلکا کھا لیا کریں۔

۶- رات سوتے وقت گندم کے آٹے کی بھوسی (چھان) ایک تولہ ایک کپ پانی میں جوش دے کر یہ پانی نیم گرم پی لیا کریں۔

اس اچھے، بہترین اور سستے نسخے پر آپ کے روزانہ دس پیسے خرچ ہوا کریں گے! نتیجہ عمل ہی سے نکلے گا۔

جوابی لفافہ بھیجئے!

حافظ اصغر صاحب، تلمبہ ضلع ملتان۔ محمد یونس صاحب شہید روڈ جھنگ صدر —— اور ظہیر گل صاحب ایبٹ آباد۔

صاحبان! براہ راست جواب حاصل کرنے کے لئے جوابی لفافے بھیجیں۔ ورنہ جواب نہ دینے کی معذرت قبول فرمائیں۔

حضرت مدظلہ، کے عقیدت مند پروفیسر عبدالواجد نے حضرت مدظلہ سے ڈائری پر نصیحت آموز کلمات تحریر فرمانے کی گذارش کی۔ حضرت نے بکمال شفقت ڈائری پر پُر اثر تحریر فرمائی۔ جو مجلس ذکر ۸۴/۸/۱۶ کے بعد حاضرین مجلس کے سامنے بھی بیان فرمائی۔ یہ تحریر سائنس کے طلباء و اساتذہ کے لئے بہترین راہ عمل متعین کرتی ہے۔ افادۂ عام کے لئے خدام الدین میں شائع کی جا رہی ہے۔ (مدیر)

قدرت کے خزانے لامحدود ہیں جس طرف نظر اٹھائیے اسرار کا ایک سلسلہ انسان کو دعوت فکر دیتا ہے حق و باطل کی آویزش کا سلسلہ بھی روز اول سے جاری ہے لیکن افسوس کہ اکثریت نے احقاق حق اور حمایت حق کو کبھی قابل اعتنا نہیں سمجھا مگر بھی ہر دور میں حق غالب و منصور اور باطل مغلوب رہا وقتی طور پر کبھی اس کے برعکس بھی ہوا لیکن دوام و استحکام قدرت نے ہمیشہ حق کو بخشا انسان کی کامیابی و ناکامی کے درمیان وہ مرحلہ قابل ستائش ہے جب وہ بے مقصد تگ و دو کو خیرباد کہہ کر اپنے اوقات اپنی صلاحیتوں اور اپنی زندگی کے نصب العین کو کچھ اصولوں کا پابند بناتا ہے ہم اصل میں ایک ایسی مخلوق ہیں جو جذبات و احساسات ماحول اور جس کے لوازمات کی پابند ہے یہ ذہن کیا ہے دل کیا ہے یہ جسم انسانی کی کیوں کر اور کس لئے ساخت و پرداخت ہوئی انسان آتا کہاں سے ہے پھر چلا کہاں جاتا ہے ان سب باتوں نے انسان کو تجسس اور تجربوں کی طرف مائل کیا ان الجھنوں کا تسلی بخش جواب قرآن میں غور و تدبر سے ہی مل سکتا ہے اور اگر ذکر اللہ پر مداومت نصیب ہو جائے تو جس میں عرفان نفس کا جوہر بھی پیدا ہو جاتا ہے بقول حضرت علیؓ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ دنیا میں اتنی تیزی سے انقلاب آ رہا ہے کہ کسی معاشرے کے لئے اپنے بنیادی باتیں رکھنا ممکن نہیں رہا خود ہمارے ملک کی ڈرامائی

(باقی صفحہ ۳۲ پر)